حضرت مولانا انور شاہ کشمیری

اور

حاشیہ آثار السنن

مقالہ نگار

محمد ذیشان صدیق

متعلم تخصص فی علوم الحدیث

(جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت امام العصر مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں جو کہ چودھویں صدی ہجری میں زہد و تقوی، علوم کی جامعیت، گہرائی و گیرائی، فنون قدیمہ وجدیدہ کی معرفت میں متقدمین اہل علم کی زندہ وتابندہ مثال تھے، جو لوگ حضرت امام العصر کی صحبت سے فیض یاب ہوئے اور انہیں علوم انوری کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ان میں سے کوئی حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کا تعارف کیسے ہی بلند توصیفی کلمات سے کیوں نہ کرے دوسرے مستفیدینِ شاہ کے ہاں کماحقہ ثناء میں کمی کے عیب سے مبرا نہیں ہو سکتا ، یہی وجہ ہے کہ حضرت والا کے بعض معاصرین وخوشہ چینوں کو یہ کہنا پڑا کہ "لم تر العیون مثله ولایری هو مثل نفسه"، غرض یہ ہے کہ نہ تو حضرت کشمیری کے محاسن کا احصاء راقم کی وسعت میں ہے اور نہ ہی اس مختصر مضمون میں اس کی گنجائش ہے یہاں تو آثار السنن پر آپ کے تالیف کردہ حواشی مسمی "الاتحاف لمذهب الاحناف " سے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔

حضرت علامہ کشمیری رحمہ اللہ کے حواشی پر گفتگو سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تصنیف وتالیف سے موصوف کے رشتے کے متعلق شامی محدث شیخ عبد الفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ کا جامع بیان پیش کر دیا جائے تاکہ حواشی کے بارے آئندہ ذکر کی جانے والی تفصیلات کو بآسانی سمجھا جاسکے

"لم يعزم الشيخ رحمه الله تعالى أن يؤلف رسالة أو كتابا تأليفا مقصودا ، وإنما جل مؤلفاته أمال أخذت عنه أو نصوص و تقييدات أفردها بعنوان ، ولو أنه عكف على التأليف لسالت بطحاء العالم بعلومه وتحقيقاته ، ولأنارت أنواره اللامعة أرجاء دنيا العلم على سعتها وكثرة أهل الفضل المتقدمين فيها ، وإنما ألف بدافع الضرورة الدينية والخدمة الإسلامية عدة رسائل ـ

سنذكرها في عداد مؤلفاته .غير أنه كان من ريعان عمره عاكفا على جمع الأوابد وقيد الشوارد في برنامجته وتذكرته وكان بذل وسعه في حل المشكلات التي لم تنحل من أكابر المحققين

قبله ، وكان كلما سنح لخاطره الشريف شيء من حل تلك المعضلات قيده في تذكرته وإذا وقف في كتب القوم على شيء تنحل به بعض المعضلات أحال إليه برمز الصفحة إن كان مطبوعا .... وقد اجتمعت عنده في تذكرته ذخائر ونفائس زاخرة لحل كثير من المعضلات العلمية وألف رسائل في بعض مهمات الحديث الشريف من المسائل الخلافية بين المذاهب ، ملتقطا لها من ذخائر تذكرته بإصرار وإلحاح من تلامذته وأصحابه ومستفيديه ، ذبا عن حريم المذهب الحنفي ، ودفعا لطعن الحساد والجاهلين .وهذه الرسائل المذهبية كانت دررا مبعثرة في تذكرته رتبها بعض ترتيب على شكل تأليف ، ولهذا تراها مشحونة بالإحالة على الكتب من غير سرد لجميع عباراتها ، ولو رتبت رسائله تلك على عادة مؤلفي العصر الحاضر أو على عادة المولعين بالبسط والتفصيل لصارت كل رسالة منها أضعاف ما هي عليه .

(مقدمۃالتصریح بماتواتر فی نزول المسیح، ص27،28،ناشر: جمعیت تحفظ ختم نبوت، پاکستان)

ترجمہ: حضرت شیخ (کشمیری) رحمہ اللہ نے کسی کتاب یا رسالہ کی تالیف از خود قصداً نہیں کی، آپ کی تمام مؤلفات یا تو امالی ہیں جو آپ سے منقول ہیں یا وہ عبارتیں و تنبیہات ہیں جسے خود حضرت شاہ صاحب نے کسی عنوان کے تحت جمع فرمایا ہے ،اگر تالیف کتب کی جانب خصوصی توجہ فرماتے تو ارض عالم ان کے علوم و تحقیقات سے بہہ پڑتی ،اور آپ کے انوارات دنیائے علم کو باوجود اپنی وسعت اور متقدمین اہل فضل کی کثرت کے منور بنادیتے، البتہ گنے چنے چند رسائل دینی و اسلامی ضرورت کے پیش نظر تصنیف فرمائے ہیں جن کا ہم آئندہ ان کی تصنیفات کے ذیل میں تذکرہ کریں گے۔

البتہ زمانہ شباب ہی سے حضرت رحمہ اللہ کا یہ معمول تھا کہ (دوران مطالعہ) جو بھی نادر و قیمتی بات سامنے آتی اسے اپنی خصوصی ڈائری میں درج فرمادیتے اور اس بات کی پوری کوشش رہتی کہ ان علمی مشکلات کا حل نکالا جائے جو کہ حضرت والا سے قبل اکابر محققین سے بھی حل نہ ہوئیں اور ان مشکلات کے حل کے سلسلہ میں جو توجیہ بھی ذہن میں آتی اسے قید تحریر میں لے آتے،اور اگر دوران مطالعہ کوئی اس قسم کی بات سامنے آجاتی تو اگر وہ کتاب مطبوعہ ہوتی تو صفحہ نمبر کے ساتھ اسے نقل فرمادیتے۔۔۔۔۔۔اس طرح حضرت رحمہ اللہ کی ڈائری میں بہت سی علمی مشکلات کو حل کرنے کے

لئے نہایت قیمتی ذخیرہ جمع ہو گیا، اور حنفی مذہب کے دفاع اور حاسدین وجہلاء کے اعتراضات کے ازالے کیلئے بعض شاگردوں ومستفیدین کے شدید اصرار پر اپنی ذاتی ڈائری سے ان فوائد کو منتخب کر کے اہم اختلافی فروعی مسائل کے بارے میں چند رسائل تالیف کئے، یہ قیمتی رسائل حضرت کی ڈائری میں بکھرے ہوئے موتیوں کی مانند تھے جسے آپ نے کچھ مرتب کر کے تالیف کی شکل دیدی، اسی وجہ سے آپ اسمیں کتابوں کے حوالے بغیر پوری عبارت کے نقل کئے بکثرت پائیں گے اور اگر یہ رسائل عصر حاضر کے مؤلفین یا بسط وتفصیل کے دلدادوں کے مزاج کے موافق مرتب کئے جائیں توان میں سے ہر ایک موجودہ شکل سے کئی گنا بڑھ جائے۔

شیخ ابوغدہ کا مذکورہ بالا بیان جہاں حضرت کشمیری رحمہ اللہ کے تصنیف وتالیف کے ساتھ وابستگی کی خوب عکاسی کرتا ہے وہیں حضرت رحمہ اللہ کے رسائل وحواشی نادرہ کی قیمت وعظمت کو بھی واضح کرتا ہے، حقیقت یہی ہے کہ حضرت والا کے جملہ رسائل وتعلیقات گنجینہ علوم ومعارف ہیں جو اپنے اختصار وجامعیت کی بناء پر معلومات وتحقیقات کا ایک ایسا بحر بیکراں ہیں جس سے کما حقہ استفادہ وہی مرد میداں کر سکے گا جو کہ ہر موضوع بحث میں مولف کے ساتھ علم کی اتھاہ گہرائیوں میں غوطہ زنی کی صلاحیت رکھتا ہو اور ہر اشارہ، کنایہ واجمال کو بآسانی سمجھ سکے جو مختصر وجامع کلام کا گویا ایک خاصہ لازمہ ہے۔

بہر حال موضوع سخن تو حضرت علامہ کے حواشی آثار السنن تھے جو اپنے گوناگوں امتیازات کی بناء پر آپ کے تمام حواشی وتعلیقات میں خاص مقام کا حامل ہے۔

حواشی آثار السنن ارباب علم وفن کی نگاہ میں:

1۔ محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ حواشی آثار السنن کے مقدمہ میں رقم طراز ہیں:

" فلمَّـا تمَّ طبع الكتابِ أخذَ الشيخُ يطالعه، ويزيد عليه من أدلةٍ وأبحاثٍ ونكاتٍ وفوائدَ وغررِ نقولٍ ما يساويْ بعضُها رحلةً، ويقيِّدُها على هامشهِ وطَرَرِه وبين أسطرِه بكلِّ بابٍ ما يلائمُه، وكلَّمـا مرَّ عليه شيءٌ له صِلةٌ بالموضوع في مطالعته قيَّدَه هناكَ إمَّا بنقل عبارةٍ أو حوالةٍ برمزِ صفحةٍ مرقومةٍ إن كان الكتاب مطبوعًا، أو نقلِ لفظِهِ إن كان مخطوطًا، فتارةً بعبارةٍ وتارةً بإشارةٍ، أو بدا

له شيءٌ من تأييدٍ وترديدٍ قيَّدَهُ هناك، حتى أصبحتْ صفحةُ الكتابِ كالوشيِ الدَّقِيقِ، فجاءتْ فيها نفائسُ منْ أفكارِهِ، وبدائعُ من غررِ نقولٍ بكلِّ بابٍ، وكنتُ قدِ اشتغلت برهةً بتخريجِ تلكَ الحوالاتِ، واستخراجِ تلكَ العباراتِ بأمرِهِ رحمه الله، فكانتْ صفحةٌ واحدةٌ من الكتاب تخريجُه يملأُ عدَّةَ أوراقٍ، وكان رحمه الله يتمنَّى أنْ لو طُبِعَ ذلك التخريجاتُ لنفعتْ أهلَ العلم" .

ترجمہ: جب کتاب (آثار السنن) کی طباعت مکمل ہوئی تو حضرت کشمیری رحمہ اللہ نے اس کا مطالعہ شروع کیا اور اس پر مزید دلائل، ابحاث، نکات، فوائد اور بہت سی قیمتی معلومات کا اضافہ کیا جن میں سے بعض کو اگر سفر کر کے حاصل کیا جاتا تو بے جا نہ ہوتا، اور (آپ کا اسلوب یہ رہا) کہ ہر باب کے مناسب جو بھی مفید باتیں ہوتیں اسے کتاب کے حاشیہ، اوپر (یا نیچے)، بین السطور میں لکھ لیتے اور دوران مطالعہ موضوع سے متعلق جو بات بھی سامنے آتی چاہے وہ تایید کی صورت میں ہو یا تردید کی صورت میں تو اگر وہ کتاب مطبوع ہوتی تو عبارت لکھ کر یا فقط حوالہ بقید صفحہ لکھ لیتے، اور اگر وہ کتاب چھپی ہوئی نہ ہوتی تو الفاظ لکھنے کا اہتمام فرماتے کبھی صراحۃ اور کبھی اشارۃ، یہاں تک کہ اب صفحہ کتاب (خوبصورت) باریک نقش کی مانند معلوم ہوتا ہے اس طرح ان حواشی میں ان کی نفیس وعمدہ آراء اور ہر باب کے مناسب عمدہ ونادر معلومات جمع ہو گئیں کچھ عرصہ حضرت رحمہ اللہ کے حکم سے ان عبارتوں وحوالوں کی تخریج میں مصروف رہا (حوالوں کی کثرت کی بناء پر) ایک ایک صفحہ کی تخریج کئی کئی اوراق پر محیط ہوتی آپ کی یہ خواہش تھی کہ اگر ان حوالوں کی تخریج کر کے اسے شائع کیا جائے تو اس سے اہل علم کو خاطر خواہ نفع ہو گا۔

2۔ شامی محدث شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمہ اللہ حضرت امام العصر رحمہ اللہ کی تالیفات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الإتحاف لمذهب الأحناف: وهوحواش وتعليقات نافعة ماتعة جامعة علقها الشيخ الكشميري على كتاب "آثار السنن" لعصريه المحدث المحقق النيموي رحمهما الله تعالى ، ولقد أحسن "المجلس العلمي" صنعا بتصوير نسخة الشيخ من كتاب "آثار السنن" المطبوعة في مجلدين التي ملأ الشيخ بخطه الجميل حواشيها وبياضاتها التي بين السطور علما ثمينا وإحالات كثيرة غنية بالتحقيق ،

وقد سميت هذه التعليقات والحواشي عند ما صورت بعد وفاته "الإتحاف لمذهب الأحناف"........قلت : تخريج حوالاتها وتبويبها وتنسيقها دين ثقيل في عنق أصحاب الشيخ وتلامذته الأفاضل ، لاتبرأ ذمتهم إلا بإنجازه"[1].

(مقدمۃ التصریح، ص30،31)

ترجمہ : الاتحاف لمذہب الاحناف : یہ نہایت مفید و جامع تعلیقات ہیں جو کہ حضرت کشمیری رحمہ اللہ نے اپنے ہم عصر محدث، محقق نیموی رحمہ اللہ کی کتاب آثار السنن پر تحریر کئے ہیں مجلس علمی نے حضرت شیخ کے آثار السنن کے دو جلدوں میں مطبوعہ نسخہ کا فوٹو کرا کے اچھا (اور مفید) کام کیا ہے جسے آپ نے بین السطور حواشی لکھ کر قابل قدر و محقق معلومات اور بہت سے حوالوں سے بھر دیا ہے اور حضرت کی وفات کے بعد ان حواشی و تعلیقات کا جب فوٹو لیا گیا تو "الاتحاف لمذب الاحناف" نام رکھا گیا۔۔۔ میں کہتا ہوں اس کے حوالوں کی تخریج اور اس کی تبویب و تنسیق کا کام حضرت شیخ رحمہ اللہ کے تلامذہ کی گردنوں میں ایک بھاری قرض ہے جس کی ادائیگی کے سوا وہ عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔

حواشی آثار السنن میں حضرت کشمیری کا اسلوب :

سابقہ عنوان کے تحت حضرت بنوری رحمہ اللہ کے بیان سے ان حواشی کے طرز و اسلوب کی بھی کافی راہنمائی ملتی ہے، مزید وضاحت کیلئے عرض ہے۔۔۔

1۔ حضرت امام کشمیری رحمہ اللہ نے اپنی تعلیقات میں علامہ نیموی رحمہ اللہ کے مذاق کو ملحوظ رکھا ہے اور انہیں معلومات کا اضافہ کیا ہے جو مؤلف نیموی رحمہ اللہ کے طرز و اسلوب کے موافق تھیں، چنانچہ استاذ محترم حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبد الحلیم صاحب چشتی دامت برکاتہم العالیہ اپنے وقیع مقالے بعنوان "امام العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری" میں رقم طراز ہیں : یہاں یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات اور اضافہ معلومات کا دائرہ محدث نیموی کے مذاق تک محدود رہا ہے، موصوف نے متون حدیث، اسناد رجال اور جرح و تعدیل سے متعلق وہی تحقیقات پیش کی ہیں جو محدث نیموی کے مذاق کے مطابق تھیں، فقہ حدیث کی بحثیں، حقائق، معارف، اسرار بلاغت اور

توجیہات حدیث سے بہت ہی کم اعتناء کیا ہے، پھر بھی یہ اضافہ اصل سے دوگنا تگنا ہو گیا ہے"۔(ملاحظہ ہو تقدس انور ص 372، مقالہ: مولانا عبدالحلیم چشتی مدظلہ)

2۔ شیخ ابو غدہ رحمہ اللہ کے بیان میں یہ بات گزر چکی ہے کہ حضرت کشمیری رحمہ اللہ نے تصنیف وتالیف کو مستقل مشغلہ نہیں بنایا بلکہ دوران مطالعہ جو قیمتی بات سامنے آتی اسے اپنے پاس محفوظ کر لیا پھر شاگردوں کے اصرار پر ان میں سے کچھ محفوظات کو کسی خاص عنوان کے تحت جمع بھی فرمایا مگر ان میں بھی حضرت رحمہ اللہ کا طرز واسلوب یہ رہتا کہ زیر بحث موضوع سے متعلق بکثرت حوالہ جات پیش کرتے اور محولہ مقامات کی عبارات کو پیش کرنے کا اہتمام کچھ زیادہ نہ ہوتا،اس کی وجہ چاہے اختصار کا ملحوظ رکھنا ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور بات پیش نظر ہو بہر حال اس طرز عمل سے نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت والا کی تالیفات سے دو قسم کے افراد ہی صحیح مستفید ہو سکیں گے 1۔وہ شخص جو حضرت امام العصر کی مانند جامع علوم وفنون ہو کہ اس کے ہاں بھی محولہ مقامات کی عبارات موصوف کی طرح مستحضر ہوں اور ہر اشارہ، کنایہ واجمال کو بخوبی سمجھ سکتا ہو ایسا شخص تو کماحقہ فائدہ اٹھائے گا۔2۔وہ شخص جو دوران مطالعہ محولہ مقامات کو خود ساتھ ساتھ دیکھتا رہے یہ اگرچہ کماحقہ مستفید تو نہ ہو گا، لیکن اکثر کلام کو سمجھنے میں آسانی پائے گا یہی حال حواشی آثار السنن کا بھی ہے کہ ان سے بھی صحیح استفادہ کی یہی صورت ہے۔

3۔علامہ کشمیری رحمہ اللہ کے حواشی میں ایک خصوصی عنصر آپ کے تعقبات ہیں جو کہ مختلف ابواب میں جابجا ائمہ فن کی تحقیقات سے متعلق ہیں، جن میں فقط ابواب الوتر سے ابواب الجنائز تک تعقبات کی تعداد 19 ہے جن میں اکثر حافظ الدنیا حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی تحقیقات پر ہیں۔

4۔ایک طرف تو علم وتحقیق کا یہ عالم ہے دوسری جانب علمی دیانت اس قدر ملحوظ ہے کہ اگر کسی راوی یا روایت یا کسی صاحب فن کی بات کا سراغ نہ ملا تو اس کا اظہار کرنے میں بھی کچھ عار مانع نہ ہوا،ان حواشی میں ابواب الوتر سے ابواب الجنائز تک ایسی جگہیں جہاں حضرت امام العصر نے کسی بات کے نہ ملنے کا تذکرہ کیا 23 ہیں جن میں سے اکثر کا تعلق انہیں سابقہ تین باتوں سے ہے۔

5۔ حضرت علامہ کے یہ حواشی اگرچہ حنفی مستدلات کی جامع ومختصر کتاب آثار السنن سے متعلق ہیں، مگر حوالہ جات کے دیکھنے سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے حضرت رحمہ اللہ کے مراجع و مآخذ صرف علوم حدیث تک محدود نہیں بلکہ کتب صرف، نحو، لغت، فقہ ائمہ اربعہ، تفسیر، اصول تفسیر کے حوالہ بھی بکثرت اسمیں موجود ہیں۔

6۔ ہر فن کی کتب میں سے اگر امہات کتب میسر ہوں تو ان کا حوالہ دیتے ہیں اگر کسی وجہ سے امہات تک رسائی نہ ہوئی تو ثانوی کتب کا حوالہ بھی ذکر کر دیتے ہیں اور کہیں کسی ضرورت کے تحت امہات کتب کے ہوتے ہوئے بھی ثانوی کتب کا حوالہ پیش کر دیتے ہیں۔

7۔ کتاب کا موضوع چونکہ علوم حدیث سے متعلق ہے اسلئے اس موضوع سے متعلقہ حوالہ جات کے بارے قدرے تفصیل عرض کرنا نامناسب نہ ہوگا۔

1۔ کتب حدیث میں صحاح ستہ کے علاوہ مؤطا مالک و محمد، سنن دارمی، معجم صغیر طبرانی، مسند بزار، کتاب الآثار، مسند احمد، سنن دار قطنی، الادب المفرد، شرح معانی الآثار، مصنف ابن ابی شیبہ، مراسیل ابی داود، مسند ابی داود طیالسی، سنن کبری للبیھقی، مستدرک حاکم، مجمع الزوائد، کنز العمال، منتخب کنز العمال اور دیگر بہت سی کتب حدیث کے حوالے بکثرت پائے جاتے ہیں۔

فائدہ: مذکورہ بالا کتب کے نام ہی محدث کشمیری رحمہ اللہ کے متون حدیث سے گہری وابستگی کے شاہد عدل ہیں۔

2۔ کتب تخریج میں سے عموما نصب الرایہ اور التلخیص الحبیر کا حوالہ نقل کرتے ہیں اور کہیں الدرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ بھی پیش نظر رہتی ہے۔

3۔ شروحات حدیث میں سے اکثر فتح الباری، عمدۃ القاری، عارضۃ الاحوذی، المنتقی شرح المؤطا للباجی، شرح الزرقانی علی المؤطا، نیل الاوطار، اور کہیں ارشاد الساری، مرقاۃ الصعود للسیوطی، اکمال المعلم شرح مسلم، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، لمعات التنقیح کا بھی ذکر ملتا ہے۔

4۔ غریب الحدیث میں زیادہ تر اعتماد ابن الاثیر رحمہ اللہ کی النہایہ پر ہی رہتا ہے اس کے علاوہ اس باب میں کتب لغات جن میں بسا اوقات تاج العروس شرح القاموس، اور کبھی المزہر وغیرہ کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔

5۔ کتب رجال میں حضرت رحمہ اللہ کے حوالہ جات پر گفتگو سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان پاک وہند کے رجال کا اس علم سے اعتناء کس قدر رہا ہے اس کے متعلق کچھ عرض کرنا فائدہ سے خالی نہ ہو گا۔

ہندوپاک میں خصوصا قرون متاخرہ میں علوم حدیث کے بڑے رجال کار پیدا ہوئے، جنہوں نے امہات کتب حدیث کی اعلی پیمانے پر خدمات انجام دیں، جن میں خاص طور پر شروحات حدیث وحواشی تو ایسے لکھ ڈالے کہ حدیث کی توجیہ وتاویل میں متاخرین تو کجا متقدمین میں بھی خال خال ہی اس کی مثال نظر آتی ہے۔

لیکن دوسری طرف علم رجال سے اس کرہ کی بے اعتنائی بھی کچھ پوشیدہ نہیں معدودے چند افراد کے علاوہ اس موضوع سے بحث کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا نہیں خاصان خدا میں حضرت شاہ صاحب کی ذات گرامی بھی ہے، جنہیں علوم حدیث کی دیگر شاخوں کی طرح اس علم میں بھی کامل دستگاہ حاصل تھی۔

حواشی آثار السنن میں علم رجال سے متعلق حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے درج کردہ حوالوں کی دو قسمیں کی جا سکتی ہیں۔

1۔ پہلی قسم میں وہ حوالہ جات شامل ہیں جن میں موصوف علم رجال کی کسی کتاب کا حوالہ ذکر فرمائیں ان میں عام طور پر التاریخ الصغیر للبخاری، الثقات لابن حبان، تذکرۃ الحفاظ، میزان الاعتدال، لسان المیزان، تعجیل المنفعہ، تہذیب التہذیب سے اعتناء رہتا ہے اور کہیں طبقات ابن سعد، طبقات الشافعیہ، تقریب التہذیب وغیرہ سے بھی حوالہ رقم فرمادیتے ہیں۔

2۔ دوسری قسم میں وہ حوالہ جات شامل ہیں جو رجال کی کسی کتاب کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اگر ان کو استنباط واستخراج سے تعبیر کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

اس کی مزید وضاحت کیلئے یوں سمجھئے کہ کسی معین راوی کی توثیق کیلئے کبھی تو یوں فرماتے ہیں کہ اس راوی سے صحیح البخاری یا صحیح مسلم میں فلاں فلاں روایت فلاں فلاں صفحہ پر درج ہے جس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ چونکہ صحیحین کی صحت بالاتفاق تسلیم کی جاتی ہے اس لئے کسی راوی کا ان میں ہونا گویا اعلی درجہ کی توثیق وتعدیل ہے۔

اور کبھی یہ انداز ہوتا ہے کہ مثلاامام ترمذی کا حوالہ پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے اس راوی کی روایت کی تصحیح یا تحسین فرمائی ہے۔

اور گاہے شروحات حدیث میں مذکور کسی امام فن کی اس راوی سے منقول روایت کی تصحیح یا تحسین کا حوالہ درج فرماتے ہیں۔

8۔ اصول حدیث میں فتح المغیث بشرح الفیۃالحدیث اور تدریب الراوی کا اہتمام زیادہ رہتا ہے۔

9۔ اجزاء حدیثیہ میں جزءرفع الیدین، جزءالقراءۃ خلف الامام للبخاری، القول البدیع للسخاوی، رسالۃالاہدل فی الدعاء کے حوالے لحظہ بلحظہ نقل فرماتے ہیں۔

10۔ حواشی میں حاشیہ دار قطنی مؤلفہ مولانا شمس الحق عظیم آبادی، التعلیق الممجد، حاشیہ حصن حصین مؤلفہ علامہ لکھنوی، کے حوالے جابجاذ کر فرماتے ہیں۔

11۔ راویان حدیث کی کنیتوں سے متعلقہ کتب میں "الکنی والاسماءللدولابی" کا اکثر تذکرہ ملتا ہے۔

12۔ تراجم صحابہ میں اسد الغابہ اور الاصابہ سے زیادہ اعتناء رہتا ہے۔

سطور بالا میں اپنے تئیں ان حواشی کی قدر و قیمت کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے، یہ سطور اگرچہ ان کی اہمیت واضح کرنے کیلئے کافی نہیں ہیں، ان حواشی کیلئے یہی کافی ہے کہ ان کی نسبت جس امام ہمام کی ذات گرامی سے ہے وہ اپنے کلام وتحقیقات کی قدر ومنزلت کو جہاں علم و تحقیق میں منوا چکے ہیں اس کیلئے ہم ایسے طالب علموں کی موشگافیوں کی چنداں ضرورت نہیں۔

بہر حال ان حواشی کی قیمت وعظمت اپنی جگہ مگر اس کے باوجود آج تک یہ گنجینہ علوم وتحقیقات زاویہ خمول میں ہیں، مادر علمی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاون کی مجلس تعلیمی نے حضرت امام العصر کے اس علمی قرض سے سبکدوش ہونے کا فیصلہ کیا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالی اس عظیم علمی ودینی تحقیقی خدمت کے ارادے میں جامعہ کی مدد فرمائے جس سے ایک طرف تو علم حدیث کی گراں قدر خدمت ہوگی اور دوسری طرف حنفی مذہب کے برگ وبار کی نئی تحقیقات کے ساتھ آبیاری ہوگی۔